بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصہ خطبہ جمعہ 18 مارچ 2022ء بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حالات زندگی کے ذکر میں مانعینِ زکوٰۃ کے بارے میں تاریخ طبری میں بیان ہوا ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے قبائل کے وفود مدینہ آئے اور حضرت عباسؓ کے علاوہ دیگر عمائدین مدینہ کے ہاں فروکش ہوئے۔ پھر وہ ان کا ایک وفد بنا کر حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں اس شرط پر لے کر گئے کہ وہ نماز پڑھتے رہیں گے مگر زکوٰۃ نہ دیں گے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ اگر یہ اونٹ باندھنے کی رسّی بھی نہ دیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ ان وفود نے جب آپؓ کا عزم دیکھا تو مدینہ سے واپس ہو گئے۔

ایک سیرت نگار لکھتے ہیں کہ مدینہ سے جاتے وقت دو باتیں ان وفود کے ذہن میں تھیں۔ نمبر ایک یہ کہ منع زکوٰۃ کے سلسلہ میں خلیفہ کی اپنی رائے اور عزم سے پیچھے ہٹنے کی کوئی امید نہیں۔ نمبر دو۔ اُن کا زعم تھا کہ مسلمانوں کی کمزوری اور قلت تعداد کو غنیمت جانتے ہوئے مدینہ پر ایسا زور دار حملہ کیا جائے جس سے اسلامی حکومت گر جائے۔ حضرت ابو بکرؓ بھی غافل نہ تھے۔ انہوں نے مدینہ کے تمام ناکوں پر باقاعدہ پہرے متعین کر دیے۔ صرف تین راتیں گزری تھیں کہ منکرین زکوٰۃ نے رات ہوتے ہی مدینہ پر حملہ کر دیا لیکن مسلمانوں نے دشمن کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ مدینہ سے چالیس میل کے فاصلے پر ذوالقصہ مقام پر موجود حملہ آوروں کے ساتھی اُن کی مدد کو آئے۔ اس دوران حضرت ابو بکرؓ بھی اپنی فوج کی تیاری میں مصروف رہے۔ رات کے پچھلے پہر شدید لڑائی ہوئی اور صبح ہونے سے پہلے ہی منکرین نے شکست کھا کر راہِ فرار اختیار کی۔ یہ پہلی فتح تھی جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دی۔ ایک مصنف اس جنگ کو غزوہ بدر سے مشابہت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس موقع پر ابو بکرؓ نے ایمان و یقین اور عزم و ثبات کا جو مظاہرہ کیا اس سے مسلمانوں کے دل میں عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کی یاد تازہ ہو گئی۔ جس طرح جنگ بدر دُوررَس نتائج کی حامل تھی اسی طرح اس جنگ میں بھی مسلمانوں کی فتح نے اسلام کے مستقبل پر گہرا اثر ڈالا۔

بنو ذبیان، بنو عبس اور دیگر قبائل نے اس شکست کی وجہ سے غیض و غضب میں آکر اپنے ہاں موجود مسلمانوں پر اچانک حملہ کر کے ان کو نہایت بے دردی سے طرح طرح کے عذاب دے کر شہید کر ڈالا۔ ان مظالم کی اطلاع پر حضرت ابو بکرؓ نے قسم کھائی کہ ہر قبیلے میں سے مسلمانوں کے قاتلوں کو بدلہ میں قتل کریں گے۔ حضرت ابو بکرؓ کی قیادت میں منکرین زکوٰۃ کے حملوں کا سدّباب ہوتے ہی دیگر متذبذب قبائل یکے بعد دیگرے اپنی زکوٰۃ لے کر مدینہ کی طرف آنے لگے۔ تاریخ طبری میں ہے کہ اس زمانے میں اس قدر صدقات مدینہ میں موصول ہوئے جو مسلمانوں کی ضرورت سے بچ گئے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے تقویٰ کے مدارج بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدیوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ زکوٰۃ کتنی ضروری ہے اور اس کا باقاعدہ اہتمام کرنا چاہیے۔ خدا تعالیٰ نے نماز کے بعد اس کا حکم دیا ہے۔ منصب خلافت کے ضمن میں ایک جگہ آپؓ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکرؓ پر جب زکوٰۃ کے متعلق اعتراض ہوا کہ یہ حکم تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تھا۔ جسے لینے کا حکم ہوا تھا وہ فوت ہو گیا۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے مگر شریعت تو قائم ہے اور اب خلیفہ مخاطب ہے۔ پس اسی کا ہم آہنگ ہو کر میں کہتا ہوں کہ آج میں مخاطب ہوں اور یہی اصول ہمیشہ خلافت کے ساتھ رہے گا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر یہ بھی فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تاریخوں میں آتا ہے کہ صرف تین جگہیں ایسی رہ گئی تھیں جہاں مسجدوں میں باجماعت نماز ہوتی تھی۔ ملک کے اکثر لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا اور وہ کہتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا کیا حق ہے کہ وہ ہم سے زکوٰۃ مانگے۔ زکوٰۃ کے مسئلہ کے اختلاف کی وجہ سے عرب کے ہزاروں لوگ مرتد ہو گئے۔ حضرت ابو بکرؓ کو اطلاع پہنچی کہ مسیلمہ ایک لاکھ کی فوج لے کر حملہ آور ہو رہا ہے اُس وقت بعض صحابہ نے حضرت ابو بکرؓ کو مشورہ دیا کہ حالات کا تقاضا یہی ہے کہ آپؓ زکوٰۃ کا مطالبہ نہ کریں اور ان لوگوں سے صلح کر لیں لیکن حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا جب تک میں ان لوگوں کو زکوٰۃ دینے کا قائل نہ کر لوں گا ان سے کبھی صلح نہ کروں گا۔۔

پھر ایک موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں یکدم تمام عرب مرتد ہو گیا صرف مکہ، مدینہ اور ایک چھوٹا سا قصبہ رہ گئے۔ باقی تمام مقامات کے لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور وہ لشکر لے کر مقابلہ کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ بعض جگہ تو ان کے پاس ایک ایک لاکھ کا بھی لشکر تھا۔ مگر اِدھر صرف دس ہزار کا ایک لشکر تھا جسے اپنی وفات کے قریب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہؓ کی سربراہی میں رومی علاقہ پر حملہ کرنے کے لیے تیار کیا تھا۔ باقی لوگ جو رہ گئے تھے وہ کمزور، بڈھے اور گنتی کے چند نوجوان تھے۔ یہ حالات دیکھ کر اکابر صحابہ کے ایک وفد نے حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ بغاوت فرو ہونے تک اس لشکر کو روک لیا جائے۔ حضرت ابو بکرؓ نے نہایت غصہ کی حالت میں فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابو قحافہ کا بیٹا سب سے پہلا کام یہ کرے کہ جس لشکر کو روانہ کرنے کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اُسے روک لے۔ آپؓ نے کہا میں اِس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا۔ اگر تم دشمن کی فوجوں سے ڈرتے ہو تو بے شک میرا ساتھ چھوڑ دو۔ میں اکیلا تمام دشمن کا مقابلہ کروں گا۔

حضور انور نے بعد ازاں ایک دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کل دنیا کے حالات کے لیے دعائیں کرتے رہیں ان میں کمی نہ کریں۔ خاص طور پر یہ دعا کریں کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے لگ جائے۔ یہی ایک حل ہے دنیا کو تباہی سے بچانے کا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہماری دعائیں بھی قبول فرمائے۔

حضور انور نے آخر میں مکرم و محترم مولانا مبارک نذیر صاحب سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ و مبلغ انچارج کینیڈا کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے ان کی جماعتی خدمات کا بھی تفصیلی تذکرہ فرمایا اور بعد نماز جمعہ ان کا نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان بھی فرمایا۔